Website: DifaAhleSunnat.com

حقیقتِ فدک

مورخہ ۲۸/جنوری ۲۰۲۰ء کو سیفی علی خاتون نے ''اَب تک نیوز'' چینل پر دریدہ ذہنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا:

''میں یہاں پہ ضرور ایڈ کروں گی کہ: مجھے اکثر لوگ کہتے ہیں: میڈم! انصاف نہیں ملتا۔ میں کہتی ہوں: قیامت تک ملے گا بھی نہیں! وجہ ہے اس کی، بہت بڑی وجہ ہے۔ کیونکہ نا اِنصافی اور ہماری جوڈیشلی کا بیڑہ غرق اُس دن ہوگیا تھا جس دن فاطمہ زہرا علیہا السلام انصاف لینے کے لیے دربار گئیں، اور اُن کو انصاف نہیں ملا، اور نعوذ باللہ اُن کو جھٹلایا گیا، اُن کی گواہی کو۔ یہ جوڈیشلی تو اس دن ہی بیڑہ غرق ہوگئی تھی۔ اَب میرے پہ چاہے فتویٰ لگا دیں یا جو مرضی کرلیں۔''

فدک سے متعلق روافض کی خودساختہ کہانی:

مذکورہ بالا کلمات سے فدک کے قصہ کی طرف اشارہ ہے، جس کے متعلق اہلِ تشیع کا خیال ہے کہ:

''علاقہ فدک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی اور شخصی ملکیت تھا، جو آپ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں ہی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو ہبہ کردیا تھا، وفاتِ پیغمبر تک اُنہیں کے ہاتھوں میں رہا اور بعد میں حضرت فاطمہؓ کے وکیل یا وکلاء کو وہاں سے بے دخل کر کے خلیفہ وقت ابوبکرؓ نے وہ چھین لیا۔ یا آپؐ کے بعد وراثت کے طور پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حق تھا، کیونکہ مال و جائیداد میں امتیوں کی طرح انبیاء کی وراثت بھی جاری ہوتی ہے۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کے بعد سیدہ فاطمہؓ نے اپنے شوہر نامدار حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: آپ جا کر میرے اس حق کا مطالبہ کریں، مگر اُنہوں نے انکار کردیا۔ اس پر سیدہؓ، حضرت علیؓ سے خوب ناراض ہوئیں۔ پھر پہلے ایک قاصد کے ذریعہ خلیفۂ وقت سے جاگیر فدک اور خمسِ خیبر وغیرہ کا مطالبہ کیا، بعد ازاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دسویں روز اپنا حق وصول کرنے خود دربارِ صدیق میں پہنچیں، اور اپنے حق کی حوالگی کا مطالبہ کیا کہ حضورؐ نے مجھے ہبہ کردیا تھا، لہٰذا میرے حوالے کیا جائے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے گواہی کا مطالبہ کیا، سیدہؓ نے اپنی طرف سے ایک مرد و ایک عورت کی گواہی پیش کی، مگر نصاب پورا نہ ہونے کا عذر کر کے اسے قبول نہیں کیا گیا۔ پھر سیدہ نے کہا: کم از کم میں وارث تو ہوں ہی۔ اس لیے ضرور ملنا چاہیے۔ تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اُن کو من گھڑت حدیث سنائی کہ: آپ کے والد نے درہم و دینار کو میراث نہیں بنایا۔ اور یہ فرمایا کہ: ''انبیاء (کے مال) کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔'' اور واپس بھیج دیا گیا۔ بلکہ دھکے دے کر دربار سے نکال دیا گیا۔ بعد میں عوامی خطبہ کے دوران صدیق اکبرؓ نے نبی کریم کا ارشاد سنایا کہ: ''ہم انبیاء کی جماعت کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔'' (اور یہ حدیث صرف ابوبکرؓ ہی کو معلوم تھی)

Website: DifaAhleSunnat.com

گھر جا کر سیدہؓ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سخت ناراض ہوئیں کہ: ہمارا حق مارا گیا اور آپ یہاں گھر بیٹھے ہیں۔ اور خوب گلہ شکوہ کیا۔

پھر صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما سیدہؓ کو راضی کرنے اور منانے سیدہؓ کے گھر پہنچے اور راضی کرنے کی کوشش کی۔ سیدہؓ نے سلام کا جواب تک نہیں دیا اور کہا: میں غضبناک ہوں اور تمہارے اِس عمل سے خدا اور رَسول بھی ناخوش ہیں۔ میں بابا سے تمہاری شکایت کروں گی۔ کیا تم نے یہ حدیث نہیں سنی: ''فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، اسی کی رضا مندی میری رضامندی ہے اور اس کی ناراضگی میری ناراضگی ہے۔''؟ میں ہر نماز میں تمہارے لیے بددعا کروں گی۔

صرف یہی نہیں بلکہ سیدہؓ نے مسجد میں، صدیقؓ کی موجودگی میں تمام لوگوں کو خطبہ بھی دیا: سیدہؓ نے صدیقؓ سے مخاطب ہو کر کہا کہ: اے ابن ابی قحافہ! تو اپنے باپ کا وارث ہے اور میں اپنے والد کی وارث نہیں؟ یہ تو بہتان ہے۔ قرآن تو کہتا ہے: ''سلیمان علیہ السلام وارثِ داؤدؑ بنے۔'' اور: ''زکریا علیہ السلام نے یحییٰ علیہ السلام کی وراثت کی دعا کی۔'' اور قرآن کا کلی قانون ہے کہ: ''صاحبانِ قرابت وارث ہوتے ہیں۔'' لہٰذا قرآن کی رو سے مجھے میراث ملنی چاہیے۔ میراث سے محروم تو وہ اولاد ہوتی ہے جو والد کے مذہب پر نہ ہو، کیا میرے والد کا اور میرا مذہب جدا ہے؟ اور لوگوں سے مخاطب ہو کر سیدہؓ نے فرمایا: تم نے میرے حق پر چشم پوشی کیوں کی؟ اور مجھ پر ہونے والے ظلم پر کیوں سو گئے؟

ابو بکرؓ کا فیصلہ فدک اور خلافت نہ ماننے پر فاروق اعظمؓ نے سیدہؓ کے مکان تک کو آگ لگوا دی۔

پھر مجبوراً سیدہؓ نے اپنے بچوں حسن وحسین کو خچر پر بٹھا کر مدینہ کی گلیوں میں دہائی دی کہ اُن کا حق دلوانے میں کوئی مدد کرے، مگر کوئی بھی تیار نہ ہوا۔ لہٰذا سیدہؓ اس باغ کے نہ ملنے کے غم میں اِس قدر نڈھال ہوئیں کہ بستر سے لگ گئیں اور بالآخر اسی غم میں دنیا سے چل بسیں۔ تادم آخر خود بھی شیخینؓ سے ناراض رہیں اور ان سے کوئی کلام نہیں کیا۔ اور یہ وصیت بھی کر گئیں کہ ابو بکر وعمر کو میرے جنازے میں شریک نہ ہونے دینا۔ چنانچہ وصیت کے مطابق حضرت ابو بکر کو وفات وجنازے کی اطلاع تک نہ دی گئی۔

سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کا حق دبانے کی وجہ سے صدیق اکبرؓ غضب الٰہی وغضبِ رسول کے مستحق ٹھہرے، خدا اور رَسول کو اذیت دی، لہٰذا اُن کے تمام اعمال اکارت ہو گئے اور ایمان تک سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ جس کا احساس اُن کو خود بھی ہوا اور رو رو کر کہتے رہے کہ: مجھے خلافت سے معزول کر دو۔ اور وفاتِ صدیقؓ کے وقت یہ احساس شدت اختیار کر گیا اور کہا: کاش! میں نے فاطمہ کا حق نہ دبایا ہوتا۔''

یہ کہانی شیعہ کتب کی رو سے بھی جھوٹی ہے:

جدید وقدیم شیعہ کتب میں اِس قصہ اور اِس سے متعلق روایات میں اِس قدر تضادات ہیں جن

Website: DifaAhleSunnat.com

میں تطبیق کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ اَصحابِ رسول بالخصوص شیخینؓ پر الزام لگانے اور کیچڑ اُچھالنے کے لیے جس بد باطن سے جو بہتان بن پڑا اُس نے لگا دیا اور جو جھوٹ دِل و دماغ میں آیا اُگل دیا۔ اِس کے باوجود مذکورہ بالا خود ساختہ اور فرضی کہانی حقائق کے منافی تو ہے ہی خود شیعہ مذہب کی اُصولی اور معتبر کتب میں درج روایات سے بھی مطابقت نہیں رکھتی۔ چنانچہ درج ذیل اُمور بھی شیعہ کتب کا حصہ ہیں کہ:

......جب حضرت علیؓ اپنی تنگدستی کی وجہ سے حضرت فاطمہؓ کا رشتہ طلب کرنے سے کترا رہے تھے تو حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے اُن کو بہ اصرار آمادہ کیا۔ اور مالی حالات کے حوالے سے تسلی دی۔

......حضرت ابوبکرؓ و عثمانؓ نے شادی کا خرچ اٹھانے اور سامان خریدنے میں بھرپور تعاون کیا۔

......حضور نے خلفائے ثلاثہ کو نام لے کر نکاح فاطمہؓ کی تقریب میں بلوایا اور نکاح کا گواہ بھی بنایا۔

......حضرت فاطمہؓ کے رہائشی مکان کی لپائی، صفائی اور رُخصتی کے جملہ انتظامات حضرت عائشہؓ و ام سلمہؓ نے اپنے ہاتھوں سے مکمل کیے۔

......خلفائے ثلاثہ کے حضرت علیؓ کے ساتھ اور امہات المؤمنین خصوصاً سیدہ عائشہؓ کے سیدہ فاطمہؓ کے ساتھ محبت و اخوت احترام و اکرام کے بہترین مثالی تعلقات تھے۔ اور آنا جانا لگا رہتا تھا۔

......فدک یہودیوں کی زمین تھی، ۷ ہجری میں نصف یا مکمل فدک کا رسولؐ سے مصالحہ ہوا۔

......اس کے لیے مسلمانوں نے کوئی جنگ نہیں کی، لہٰذا یہ رسولؐ کی ملکِ خاص بنا۔

......فدک کوئی معمولی زمین نہیں تھی، بلکہ وسیع رقبہ تھا، اس کی سالانہ آمدنی ہزاروں دینار تھی۔

......انبیاء کی مالی وراثت ہر گز نہیں ہوتی۔ بلکہ علوم و اخلاق ہی نبوت کی وراثت ہوتے ہیں۔

......شیخینؓ کو فدک پر کوئی طمع اور لالچ ہرگز نہیں تھا نہ ہی انہوں نے کوئی نفع اس سے اٹھایا۔

......نیز فدک کی آمدنی کی ادائیگی میں بھی سیدنا صدیق اکبرؓ نے کوئی کوتاہی روا نہیں رکھی۔

......جب سیدنا صدیق اکبرؓ نے اِس عزم کا اظہار کیا کہ تمام اموال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم والا طریقہ ہی جاری رہے گا۔ اس سے سر مو انحراف نہیں ہوگا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خوش ہوگئیں۔

......امام باقر رحمہ اللہ کے فرمان کے مطابق حضرات شیخینؓ نے آل رسول کے تمام حقوق ادا کیے، کوئی ظلم روا نہیں رکھا۔ آل نبی پر ظلم و ستم کی داستانیں مغیرہ بن بنان جیسے کذاب لوگوں کی گھڑی ہوئی ہیں جو سراسر جھوٹ ہیں۔

......امام زید الشہید بن امام زین العابدینؒ کے بقول: معاملہ فدک سے متعلق سیدنا صدیق اکبرؓ نے جو فیصلہ فرمایا، وہ بالکل درست، قرآن و سنت اور انصاف کے تمام تقاضوں کے مطابق تھا۔

Website: DifaAhleSunnat.com

......سیدنا فاروق وعثمان حتی کہ سیدنا علی وحسن رضی اللہ عنہم نے بھی باغ فدک آل رسول کی ملکیت میں نہیں دیا۔

......نبی کریم اور خلفاء کا طرزِ عمل فدک سے متعلق ایک ہی طرح کا تھا۔کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

......البتہ مروان نے فدک میں شخصی ملکیت جاری کی تھی، پھر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے دور میں پرانی حیثیت بحال کردی۔

......سیدہ فاطمہؓ کے ایام علالت میں شیخینؓ مسلسل حضرت علیؓ سے سیدہ کی بیمار پرسی کرتے رہے۔

......سیدنا صدیق اکبرؓ کی اہلیہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا آخر دم تک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اور تیمارداری کے لیے موجود رہیں۔اور بعد از وفات غسل، تجہیز اور تکفین میں بھی شامل رہیں۔

......وفاتِ سیدہؓ کی خبر سن کر شیخینؓ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور تعزیت کی۔

......خلیفہ اور حاکم وقت موجود ہو تو جنازہ پڑھانے کا سب سے زیادہ حق دار وہی ہوتا ہے۔

فدک کی حقیقت سے متعلق لائق مطالعہ چند کتب:

شیعہ کتب کی مذکورہ روایات سے اہل تشیع کی کہانی کے من گھڑت ہونے کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔مزید تفصیلات کے لیے' نیز اہل السنۃ والجماعۃ کا مدلل موقف اور روافض کے اعتراضات و شبہات کے جوابات اور دیگر تفصیلات کے لیے درج ذیل کتب کی طرف رُجوع کیا جائے:

۱۔آبِ حیات، مؤلفہ: حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ

۲۔آفتابِ ہدایت، مؤلفہ: رئیس المناظرین حضرت مولانا کرم الدین دبیر رحمہ اللہ

۳۔تحقیق فدک، مؤلفہ: امام پاکستان مولانا سید احمد شاہ بخاری رحمہ اللہ

۴۔**ازالۃ الشک عن مسئلۃ فدک**، مؤلفہ: مناظر اہل سنت علامہ عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ

۵۔**رحماء بینھم**، حصہ صدیقی، محقق اہل سنت مولانا محمد نافع رحمہ اللہ

تمہیدی گزارشات:

اہل سنت کے موقف سے قبل چند تمہیدی گزارشات پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے:

......اہل سنت اور اہل تشیع کے ہاں یہ قاعدہ مسلم ہے کہ: جو روایت نصِ قرآنی اور سنت مشہورہ مسلمہ کے خلاف مروی ہو، اور کوئی تاویل وتطبیق یا موافقت کی صورت نہ نکل سکے وہ قابل رد ہوتی ہے۔

......قرآن مجید نے واشگاف الفاظ میں بتادیا ہے کہ: رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ

Website: DifaAhleSunnat.com

کرام آپس میں رحم دل ہیں۔

......لہٰذا وہی روایات قابل قبول ہوں گی جن میں صحابہ کرام کی باہمی اُلفت و محبت اور اُخوّت و شفقت کے واقعات درج ہوں۔

......قرآن کی بیان کردہ یہ صفتِ رحمت چند ایک صحابہؓ کے لیے نہیں بلکہ تمام صحابہ کرامؓ کے لیے ہے۔اور دائمی ہے۔وہ تادم آخر اِسی صفت پر قائم ودائم رہے۔

......حضرات خلفائے راشدین، دیگر صفات کی طرح صفتِ رحمت اور عدل وانصاف میں بھی عالی شان تھے اور اِن صفات میں بھی جماعتِ صحابہ میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔

......قرآن نے صحابہؓ کے بارے میں بیان کر دیا کہ: **وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان.** (تمہارے [صحابہ کے] دلوں میں کفر، نافرمانی اور گناہ کی نفرت ڈال دی۔) لہٰذا اَب صحابہ کرام کے فیصلوں کو ظالمانہ، غاصبانہ اور دُور اَز اِنصاف قرار دینا قرآن کی رُو سے باطل ہے۔

......صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت میں کمال درجہ پر فائز تھے۔جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار کے نمائندے عروہ نے گواہی دی۔جو شیعی کتب میں بھی درج ہے۔

......قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر صحابہ کے کامل الایمان، متقی، جنتی، رضائے الٰہی کے مستحق ہونے کی گواہی دی گئی ہے۔ایسی جماعت کے متعلق یہ خیال کرنا کہ: ''ان کے سامنے رسول کی لختِ جگر خاتون جنت کا حق غصب کیا گیا، اور وہ سب خاموش تماشائی بنے رہے۔'' یہ قرآنی شہادتوں کو رد کرنے اور رسول اللہ ﷺ کی تئیس سالہ تعلیم وتربیت کو رائیگاں قرار دینے کے مترادف ہے۔

حقیقتِ فدک:

اِن تمہیدی گزارشات سے ہی معاملہ بالکل واضح ہے کہ صحابہ کرام اور اہل بیتِ رسول علیہم الرضوان کی باہمی محبت والفت ناقابل انکار حقیقت ہے اور اُن کے مابین عداوت ودشمنی کی بات ناقابل قبول جھوٹ ہے۔لہٰذا اِس قطعی حقیقت کے خلاف اگر کوئی روایات ہوں تو اُن کی تاویل کی جائے گی ورنہ رَد کر دی جائیں گی۔اِس کے بعد کسی تفصیل کی ضرورت' اُصولی طور پر باقی نہیں رہتی، لیکن توضیح اور مزید تسلی وتشفی کی خاطر مستند روایات اور تاریخی حقائق کی روشنی میں فدک کا معاملہ مختصر انداز میں پیش خدمت کیا جا رہا ہے۔

فدک کا باغ مدینہ طیبہ کے شمال میں تین منزل کی مسافت پر خیبر کے مضافات میں واقع تھا۔جو یہود کے پاس تھا۔فریقین کا اتفاق ہے کہ فدک، اللہ تعالیٰ نے بغیر لڑائی کے مسلمانوں کو عطا فرمایا۔شریعت کی اصطلاح میں اسے ''مالِ فئے'' کہتے ہیں۔قرآن پاک نے سورۃ حشر میں مالِ فئے کے آٹھ

Website: DifaAhleSunnat.com

مصارف بیان کیے ہیں: ۱۔ للہ، ۲۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ۳۔ ذوی القربیٰ (نبی کریم کے رشتے دار)، ۴۔ یتامیٰ، ۵۔ مساکین، ۶۔ مسافر، ۷۔ فقراء مہاجر صحابہ، ۸۔ فقراء انصار صحابہ۔

یہ باغ دیگر اموال فئے کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تحویل وانتظام میں ضرور تھا، لیکن آپ کی ذاتی ملکیت نہیں تھا۔ (دوسرے اموالِ غنیمت جو آپ ﷺ کے حصہ میں آکر آپ کی ذاتی اور شخصی ملکیت قرار پائے، بعداز وَفات وہ بھی وقف للہ ہو چکے تھے۔ کیونکہ صحیح صریح احادیث سے ثابت ہے کہ انبیاء کی میراث علم وحکمت ہے۔ اپنی اولاد کو سونا، چاندی، [یعنی مال وجائیداد] کا وارث انبیاء نہیں بناتے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیگر اموال فئے کی طرح اِس باغ کی آمدنی سے بھی اپنی ذاتی ضروریات، اپنی ازواج کے نفقہ جات، اپنی اولاد کے اخراجات کے ساتھ ساتھ قرآنی حکم کے مطابق دیگر مصارف پر بھی خرچ فرماتے تھے۔ آپؐ نے اپنے قرابت داروں میں اَموال کے لیے قاسم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا، وہی تقسیم کرتے تھے، حضرات شیخینؓ کے زمانے میں بھی حضرت علیؓ ہی تقسیم کرتے رہے۔

ابوداؤد شریف کی روایت کے مطابق حضور ﷺ کی زندگی میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرات حسنینؓ کے لیے فدک سے متعلق سوال کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: ''حسنؓ کے لیے میری ہیبت اور حسینؓ کے لیے میری جرأت ہے۔'' اپنے نواسوں کے متعلق اپنے اَخلاق کی وراثت کی تسلی دی، مگر باغ کی ملکیت سپرد نہیں کی۔ باغِ فدک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دینے والی شیعی روایات کسی طرح قابل اعتبار نہیں ہیں۔

حضور ﷺ کی وفات کے بعد آپ کے جانشین کی حیثیت سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دیگر اموال فئے کی طرح فدک کے بھی منتظم بنے اور وہ آپ کی تحویل میں آیا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کسی قاصد کے ذریعے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیغام بھیج کر صدقاتِ مدینہ، فدک کی آمدنی اور خیبر کے خمس کا مطالبہ کیا۔ اِس مطالبے میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے یہ مطالبہ کیوں سامنے آیا؟ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ:

۱۔ یا تو فقط انتظام کا مطالبہ تھا کہ، فقراء میں خرچ کی اِس خدمت کا موقع مجھے بھی مل جائے۔

۲۔ یا سب کے سامنے مسئلہ کے اظہار کے لیے مطالبہ فرمایا، تا کہ سب جان لیں کہ انبیاء کی میراث مال نہیں، علم وحکمت ہوتا ہے۔

۳۔ یا پھر وراثت کا ہی مطالبہ تھا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تحویل میں باغ کے ہونے سے ملکیت کا پہلو بھی نکلتا تھا، اس لیے آپ کو یہ خیال آیا کہ شاید وہ بطورِ وراثت آپؐ کے ورثاء کا حق ہے۔ اور حدیثِ میراث کے بارے شاید آپ یہ سمجھتی تھیں کہ اُس کا تعلق صرف سونا چاندی سے ہے۔ زمین سے نہیں۔

Website: DifaAhleSunnat.com

جواب میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پیغام بھیجا کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ’’ہم انبیاء کی جماعت کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔‘‘ (اس لیے ملکیت کا حق تو نہیں۔ اور اگر انتظام سپرد کیا جائے تو وراثت کی شکل بن جائے گی۔) جن اُمور کے متولی پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، اَب میں ہوں۔ خدا کی قسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نہیں چھوڑ سکتا، ورنہ میں گمراہ ہو جاؤں گا۔ آل رسول کا نان نفقہ حسب سابق یقیناً انہی اموال میں سے دیا جائے گا۔ (لیکن ملکیت نہیں ہوگی۔) البتہ آپ کی خدمت کے لیے میرا ذاتی مال حاضر ہے۔ مجھے اپنی رشتہ داری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری زیادہ محبوب ہے۔ چنانچہ سیدہؓ اور ان کی اولاد نے یہ مطالبہ پھر کبھی نہیں کیا۔

اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور بعد کے خلفاء رضوان اللہ علیہم اجمعین اہل بیت کا راشن انہی اموال سے جاری فرماتے رہے اور حضرات اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین قبول فرماتے رہے۔

پھر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تو مزید اطمینان دلایا کہ فدک سمیت تمام معاملات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاری کردہ طریقہ کی پوری پابندی کی جائے گی۔ اس پر سیدہؓ خوش ہوئیں۔ اور کسی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ لہٰذا سیدہؓ کے نام لیواؤں کو بھی چاہیے کہ صدیق و عمر رضی اللہ عنہما سے خوش ہو جائیں اور کوئی ناراضگی نہ رکھیں۔

اس کے بعد تا دم آخر حضرات شیخینؓ اور اہل بیت کرام کے باہمی تعلقات حسبِ سابق احترام و اکرام اور محبت و اخوت والے رہے۔ سیدہ فاطمہؓ کی علالت کے ایام میں زوجہ سیدنا صدیقؓ نے مسلسل خدمت سرانجام دی، حتی کہ وفات کے بعد تجہیز و تکفین اور غسل میں بھی شامل رہیں۔ ادھر شیخینؓ بھی حضرت علیؓ سے سیدہؓ کی بیمار پرسی کرتے رہے۔ بعد از وفات فوراً آ کر تعزیت کی اور جنازہ میں شریک ہوئے بلکہ بعض روایات کے مطابق جنازہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔

طوالت کے خوف سے ہم نے حوالہ جات اور عبارات نقل کرنے سے احتراز کیا ہے۔ حوالہ جات علماء اہل سنت کی مذکورہ بالا کتب، نیز حضرت کاندھلویؒ کی: سیرت المصطفیٰ، مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ کی: کشف الباری، علامہ خالد محمود مدظلہم کی: دوازدہ احادیث، مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کی: تریاق اکبر، مولانا علی شیر حیدری شہیدؒ کے افادات: افسانہ فدک، مولانا اسماعیل ریحان کی: تاریخ امت مسلمہ، اور اہل تشیع کی جاگیر فدک، از: غلام حسین نجفی۔ باغ فدک: تحقیقی جائزہ، از: محمد جعفر زیدی۔ فدک: تاریخ کی روشنی میں، از: محمد باقر الصدر۔ اور فدک: تاریخ کی روشنی میں، از: ذیشان حیدر جوادی۔ وغیرہ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

چند قابل توجہ پہلو:

Website: DifaAhleSunnat.com

فدک کے حوالے سے چند اہم اور قابل توجہ پہلو یہ ہیں کہ:

......بادشاہت ونبوت کے درمیان فرق یہی ہوتا ہے کہ بادشاہ دنیا کا مال جمع کرتا ہے اور مرتے وقت اپنی اولاد کو اس کا وارث بنا جاتا ہے۔ جبکہ نبی خود بھی ساری زندگی ''لا اسئلکم علیه اجرا. ''(میں تم سے کسی اجرت کا مطالبہ نہیں کرتا) کہتا ہے۔ اور وفات کے وقت سارا مال صدقہ کر جاتا ہے۔

......حضور ﷺ خود فرماتے ہیں: ''مالی و للدنیا، مجھے دنیا سے کیا غرض!''

......اگر انبیاء کی مالی میراث جاری ہوتی تو لوگوں کو انگلیاں اٹھانے کا موقع ملتا کہ دعویٰ نبوت دراصل مال جمع کرنے اور اپنی اولاد کو نوازنے کا ایک بہانہ تھا۔

......حضور ﷺ نے اپنی اَزواج کو سونے کا زیور استعمال کرنے سے منع فرمادیا۔

...... بلکہ سیدہ فاطمہؓ کے زیور پر نگاہ پڑی تو فرمایا: ''لوگ کہیں گے کہ محمد کی بیٹی مغروروں جیسا زیور پہنتی ہے۔'' تو سیدہ نے وہ توڑ کر بیچ دیا اور اس کے بدلے غلام آزاد کیا۔

......ایک موقع پر خاتون جنت حضرت فاطمہؓ نے حضورؐ سے گھریلو کام کے لیے غلام کی درخواست کی تو حضورؐ نے غلام دینے یا مہیا ہونے پر عطا کرنے کا وعدہ کرنے کے بجائے تسبیحات فاطمی کی تلقین فرمائی۔

......حضور نے اپنی اولاد کے لیے دعا فرمائی کہ: اللہ تعالیٰ ان کو قوت لایموت سے زیادہ نہ دے۔

......اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ حضورؐ نے باغ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا، تو شانِ نبوت پر حرف آئے گا کہ باقی سات مصارف اور آٹھویں مصرف کے باقی حق داروں (چچا و اَزواج) کو کچھ نہیں دیا۔

......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کو صرف دس دن گزرے تھے، ایسے جانکاہ حادثے کے چند ہی دن بعد میراث کا مطالبہ کرنا زیبا نہیں تھا۔ نہ ہی سیدہؓ سے اس کی توقع کی جاسکتی ہے۔

......میراثِ انبیاء سے متعلق حدیث کے ناقل سیدنا صدیق اکبرؓ کیلئے نہیں، بلکہ بعض دیگر صحابہ بھی اس نقل میں ان کے ساتھ شریک ہیں۔ بلکہ اس مفہوم کی احادیث تو صحابہ کی ایک جماعت نے نقل کی ہیں۔ جن میں سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا ابن عمر، حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت زبیر بن عوام اور سیدنا عباس وغیرہ ۱۳ صحابہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ خود سیدنا علیؓ کی اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو نصیحت تھی کہ: علم دین حاصل کرو، انبیاء کے وارث علماء ہیں۔ سونا چاندی نبیوں کی میراث نہیں ہوتا۔

......انبیاء پوری امت کے روحانی والد ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر اُن کے مال میں وراثت ہوگی تو پوری امت کا حق ہوگا۔

......سیدنا ابوبکرؓ سیدہ فاطمہؓ کے ایک لحاظ سے نانا بھی ہوئے، حضرت علیؓ کے ساتھ حضرت فاطمہؓ کے رشتے کے محرک بھی، جہیز خریدنے والے بھی، سیدہؓ کے نکاح کے اہم گواہ بھی، اتنے بڑے محسن

Website: DifaAhleSunnat.com

کے ساتھ، محض مال کی وجہ سے سیدہؓ کی طرف سے ایسا سلوک سیدہ فاطمہؓ کے شایانِ شان ہرگز نہیں ہے۔

......حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تو سیدۃ نساء اھل الجنۃ (جنتی خواتین کی سردارہ) ہیں۔ اور غصہ پینا اور معاف کرنا جنت والوں کی صفات ہیں: ''والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس.''

......اگر حضورؐ نے فدک کا باغ سیدہ فاطمہؓ کے نام ہبہ کر دیا ہوتا تو مطالبہ میں حضرت عباسؓ شریک نہ ہوتے۔ نیز فدک کے علاوہ دیگر اَموال کا مطالبہ نہ ہوتا۔

......سیدنا صدیقؓ و فاروقؓ نے حضورؐ کی جائیداد میں وراثت نہیں جاری کی تو اُن کی اپنی بیٹیاں بھی حق دار تھیں، اُن کو بھی محروم رکھا۔ معلوم ہوا کہ بات اولادِ رسول سے دشمنی کی نہیں، بات شرعی مسئلہ کی تھی۔

شیعہ فرقہ کے چند سوالات کے جوابات:

فدک کے حوالے اہل تشیع، عوام اہل سنت کو گمراہ کرنے کے لیے کچھ سوالات نسل در نسل دوہراتے چلے آرہے ہیں، حالانکہ علماء اہل سنت بارہا اُن کے جوابات دے چکے ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

سوال: اُمہات المؤمنینؓ کے حجرے تو اُن کی ملکیت رہے، بے چاری فاطمہؓ کا باغ ہی کیوں مصالح المسلمین میں صرف کیا گیا؟

جواب: ۱۔ اِس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمہات المؤمنین کے حجرے اپنی زندگی میں اُن کی ملکیت میں دے دیئے تھے۔ جبکہ فدک کا باغ کسی کی ملکیت میں نہیں دیا تھا۔

۲۔ نبی کی وفات کے بعد اُن کی ازواج کے ساتھ کسی کے لیے نکاح کرنا جائز نہیں۔ بلکہ وہ نبی کی زوجہ کی حیثیت سے ہی رہتی ہیں۔ اس لیے تاعمر اُن کو اُن حجروں میں رہنے کا حق دیا گیا تھا۔

سوال: سیدنا صدیقؓ نے دوسرے لوگوں کے وعدوں کو بلا دلیل و بینہ پورا کر دیا۔ (جن لوگوں سے حضور کا وعدہ تھا، اُن کو بلاشہادت ہی مال دے دیا۔) تو عطیہ زہرا رضی اللہ عنہا کو کیوں رد کر دیا؟

جواب: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہبہ کا دعویٰ ہی نہیں کیا۔ اہل سنت کی کسی معتبر کتاب و روایت سے یہ ثابت نہیں۔ جب ہبہ کا دعویٰ ہی نہیں تھا تو رد کرنے کا کیا مطلب؟

سوال: کیا یہ دو باتیں آپس میں متضاد نہیں ہیں کہ: ''فدک آنحضور ﷺ کی ملکیت نہ تھا۔'' ......اور ''نبی کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔''؟ اگر ملکیت رسول ہی نہ تھی تو صدیقؓ نے ہبہ کے گواہ کیوں طلب کیے؟

جواب: فدک واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصی ملکیت نہیں تھا۔ اگر بالفرض ملکیت تھا تو دوسرا قانون یہ ہے کہ انبیاء کا مال صدقہ ہوتا ہے۔ اس میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ نہ تو سیدہ فاطمہؓ نے ہبہ کا دعویٰ کیا نہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے گواہ طلب کیے۔ یہ سب ان دونوں پاک اور جنتی ہستیوں پر بہتان ہے۔

Website: DifaAhleSunnat.com

سوال: اگر سیدہؓ ناراض نہیں تھیں تو بخاری و مسلم میں ’’غضبت‘‘ کے الفاظ کیوں ہیں؟

جواب: یہ درست ہے کہ بخاری شریف کی روایت میں ’’فغضبت‘‘ (سیدہ فاطمہؓ حضرت ابوبکرؓ سے ناراض ہوگئیں۔) کے الفاظ موجود ہیں۔ لیکن محدثین کے ہاں روایت سے کوئی مسئلہ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس نوع کی تمام روایات اوران کی تمام اسناد کو پیش نظر رکھ کر مسئلہ اخذ کیا جاتا ہے، تاکہ اگر کسی راوی کی طرف سے کمی بیشی، تعبیر کا فرق یا الفاظ میں تبدیلی ہوگئی ہو تو وہ بھی سامنے آجائے۔

قصہ فدک سے متعلق تقریباً ۳۶/روایات اہل سنت کی ۱۵/متعدد کتب میں وارد ہوئی ہیں، ۲۵/ سیدہ عائشہؓ سے، ۶/حضرت ابو ہریرہؓ سے، ۲/حضرت ام ہانیؓ سے، ۳/حضرت ابوالطفیلؓ سے۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ والی روایات کے علاوہ کسی روایت میں یہ اَلفاظ نہیں ہیں۔

نیز حضرت عائشہؓ والی روایات میں سے بھی صرف اُن روایات میں یہ الفاظ ہیں جو امام زہریؒ سے مروی ہیں۔ اوراس پر مستزاد یہ کہ بیشتر روایات میں ناراضگی وغیرہ کے تذکرہ سے پہلے ’’قال‘‘ کا لفظ موجود ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا کہ یہ حضرت عائشہؓ کا فرمان نہیں بلکہ یقینی طور پر امام زہریؒ کے ہی تاثرات ہیں۔

(اورامام زہریؒ کی عادت تھی متنِ حدیث کے دوران ہی اس کی تشریح اوراس کے بارے میں اپنے خیالات ظاہر کرتے تھے۔ اِسی لیے امام زہریؒ کے ساتھی امام ربیعؒ وغیرہ نے اُن سے کہا کہ: یہ طریقہ خلافِ احتیاط ہے۔ آپ کلام رسول سے اپنے کلام کو بالکل الگ بیان کیا کریں۔ ورنہ لوگوں کو شبہ ہوگا۔)

لہٰذا معلوم ہوا کہ غصہ اور ناراضگی وغیرہ اَلفاظ سیدہ عائشہؓ کے نہیں، امام زہریؒ کے ہیں۔ جوانہوں نے اپنے اندازے سے کہے ہیں۔ اور اِس میں اُن کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ کیونکہ ناراضگی دِل کا فعل ہے۔ فریقین کی معتبر روایات میں سیدہ فاطمہؓ سے کوئی قول مروی نہیں کہ اُنہوں نے خود ارشاد فرمایا ہو کہ میں ابوبکرؓ سے ناراض ہوں۔ جبکہ حضرت علیؓ سے سیدہؓ کی ناراضگی اُن کی اپنی زبانی شیعہ روایات میں موجود ہے۔

سوال: ناراضگی نہیں تھی تو بعض روایات میں ’’ترکِ کلام‘‘ کا ذکر آیا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: ۱۔ مطلب یہ ہے کہ: مسئلہ میراث میں پھر کبھی بات نہیں کی۔ یعنی یہ مطالبہ نہیں دوہرایا۔

۲۔ سیدہؓ کو ندامت تھی کہ ایسا مطالبہ کرلیا جو مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا۔ بوجہ ندامت بات نہیں کی۔

۳۔ سیدہ فاطمہؓ علالت اور بیماری کے باعث گھر رہیں، اور سیدنا صدیق اکبرؓ امورِ خلافت اور مختلف فتنوں کے سدِباب میں مسلسل مشغول رہے۔ اس لیے بھی موقع نہیں ملا۔

سوال: اگر سیدہ ناراض نہیں تھی تو شیخینؓ منانے کیوں گئے؟

جواب: شیخین رضی اللہ عنہما کے جانے کا مقصد تو سیدہؓ کی عیادت تھا۔ شیعہ کتب میں ہے کہ: اِس لیے

Website: DifaAhleSunnat.com

گئے تھے کہ اگر بشری تقاضے کے تحت طبعی طور پر کوئی رنج وملال دِل میں آیا ہو تو اُس کا ازالہ ہو جائے۔

سوال: **یوصیکم** والی آیت کا کیا جواب ہے جس میں قرآن نے بلا استثناء سب کی اولاد کو والدین کی وراثت کا مستحق قرار دیا؟ اور کیا قرآن حکیم کی آیت: ''**ولکل جعلنا موالی مماترک الوالدان والاقربون**'' سے ''**یوصیکم**'' والے حکم کا عموم ظاہر نہیں ہو جاتا کہ یہ حکم نبی وغیرہ سب کے لیے ہے؟

جواب: قرآن کا یہ حکم ''مجمل'' ہے، حدیثِ نبوی اس کی تفسیر ہے۔ اور قرآنی اجمال کی تفسیر حدیث نبوی سے کی جاسکتی ہے۔ مثالیں موجود ہیں۔ اور حدیث نے سمجھا دیا کہ یہ حکم غیر انبیاء کے لیے ہے۔

سوال: سلیمان علیہ السلام کی وراثت اور زکریا علیہ السلام کی دعائے میراث کا کیا جواب ہے؟

جواب: سلیمان علیہ السلام کو حضرت داؤد علیہ السلام سے وراثت میں ''نبوت'' ملی، نہ کہ مال وجائیداد۔ ورنہ تو روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت سلیمانؑ کے وارث ہیں۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی جائیداد میں سے کچھ بھی نہیں ملا۔ معلوم ہوا کہ جو وراثت یہاں مراد ہے، وہی وہاں مراد ہے۔ نیز آیت میں ''آل یعقوب کی وراثت'' کا بھی ذکر ہے۔ اور آل یعقوب کے ہزاروں لاکھوں لوگ موجود تھے، کیا زکریا علیہ السلام اُن سب کے مال کے وارث ہوئے؟

شیعہ حضرات سے چند سوالات:

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں اہل تشیع سے چند سوالات' بجا طور پر کیے جاتے ہیں:

......اگر یہ باغ سیدہؓ کا حق تھا تو سیدنا علیؓ نے مطالبے میں ساتھ دینے سے کیوں اِنکار کیا؟

......اگر حضرت علیؓ (نعوذ باللہ) مشکل کشا ہیں تو سیدہؓ کی مشکل کشائی کیوں نہیں فرمائی؟

......شیعہ کتب کے مطابق سنی حاکم کے پاس معاملہ لے جانے سے ایمان ختم ہو جاتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ سنیوں کے امام ہیں۔ کیا سیدہؓ نے اُن کے پاس معاملہ لے جا کر اپنے ایمان کا خاتمہ کر لیا؟

......کیا سیدہ فاطمہؓ پر (نعوذ باللہ) مال کی محبت اتنی غالب تھی کہ حدیث سن کر ناراض ہو گئیں؟

......حدیث سننے کے باوجود ناراضگی کر کے تو گویا سیدہؓ نے حضور ﷺ کا فیصلہ نہ مانا۔ قرآن کہتا ہے کہ: رسول کا فیصلہ بخوشی نہ ماننے والا مسلمان ہی نہیں۔ سیدہؓ نے غیر اسلامی کام کیوں کیا؟

......تمہارے نزدیک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا معصوم ہیں۔ اور معصوم سے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ شریعت میں تین دن سے زیادہ ناراض رہنا گناہ ہے۔ پھر سیدہؓ کیوں ناراض رہیں؟

......اگر سیدہ فاطمہؓ، حضرت صدیق اکبرؓ سے ناراض تھیں تو اُن کا بھیجا مال کیوں قبول فرماتی رہیں؟

......شیعہ کتب کے مطابق حضرت فاطمہؓ کا جیسے صدیق اکبرؓ سے ناراض ہونا منقول ہے، ایسے ہی

Website: DifaAhleSunnat.com

سیدنا علیؓ سے بھی ناراضگی درج ہے۔ کیا اس ناراضگی سے حضرت علیؓ کے اعمال وایمان بھی ضائع ہو گئے؟

......بعض لوگ کہتے ہیں کہ: حضرت علیؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں باغِ فدک آل رسول کی ملکیت میں اِس لیے نہیں دیا تھا کہ: غصب شدہ چیز واپس لینا شان امامت کے خلاف ہے، اِس لیے ہمارے ائمہ غصب شدہ چیز نہیں لیا کرتے۔ حضرت دبیرؒ فرماتے ہیں: اگر یہی بات ہے تو آپ کے نزدیک تو حضور ﷺ کے بعد خلافت بھی تین مرتبہ غصب کر لی گئی تھی، پھر حضرت علیؓ نے وہ کیوں قبول فرمائی؟

خلاصہ کلام:

خلاصہ بحث یہ ہے کہ: فدک سے متعلق اہل تشیع کے خیالات نہ صرف قرآن وسنت اور مسلمہ دینی اُصول کے خلاف ہیں بلکہ اہل تشیع کی مستند کتب کی معتبر روایات کے بھی منافی ہیں۔ روافض کا یہ باطل نظریہ نہ صرف صحابہ کرام کی شان کے منافی ہے بلکہ اہل بیت عظام کی بھی توہین کے برابر ہے۔ شیعوں کا اختیارہ کردہ یہ موقف نہ صرف یہ کہ حقائق کا منہ چڑانے کے مترادف ہے بلکہ عقل وانصاف کے ترازو میں بھی بالکل بے وزن ہے۔ صحابہ دشمن اور بے دین لوگوں کی ایسی خودساختہ کہانیاں نہ صرف یہ کہ فکری ونظریاتی طور پر اُمت میں انتشار کا باعث ہیں بلکہ عملی طور پر بھی معاشرے کے امن وامان کی دشمن ہیں۔

لہٰذا ہم حکومت وقت سے مطالبہ کرتے ایسی گفتگو کرنے والی خاتون، اسے نشر کرنے والے چینل اوران کی پشت پناہی کرنے والے خفیہ ہاتھوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزادے۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے فتنوں سے امت مسلمہ کی مکمل حفاظت فرمائے اور صحیح عقیدے، درست اعمال اوراعلیٰ اخلاق کا پابند فرمائے۔

آمین یارب الصحابة والشهداء والصالحين بجاه النبی الكريم صلى الله عليه وسلم